تقریر

کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو

تُو نے یہ دن دکھایا محمود پڑھ کے آیا
دل دیکھ کر یہ احساں تیری ثنائیں گایا
صد شکر ہے خدایا صد شکر ہے خدایا
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَن یَّرَانِي
ہے آج ختم قرآن نکلے ہیں دل کے ارماں
تونے دکھایا یہ دن مَیں تیرے منہ کے قرباں
اے میرے ربِ محسن! کیوں کر ہو شکرِ رحماں
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَن یَّرَانِي
لختِ جگر ہے میرا محمود بندہ تیرا
دے اس کو عمر و دولت کر دور ہر اندھیرا
دن ہوں مُرادوں والے پُر نور ہو سویرا
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَن یَّرَانِي

حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے موعود بیٹے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد رضی اللہ عنہ کی پیدائش کے متعلق جو خوشخبری 20 فروری 1886ء کو ایک اشتہار کے ذریعہ شائع فرمائی تھی اُس کی 52 صفات بیان کی گئی ہیں۔ آپؑ نے "موعود فرزند" کی صفات اور اس پیش گوئی کی عظمت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔

"تا اسلام کا شرف اور **کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو** اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے۔"

(مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 95)

سامعین! آج مجھے اِس پیشگوئی کی باون علامات میں سے ایک علامت کہ اِس موعود بیٹے سے **کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو گا** کی اہمیت، عظمت اور اِس بیٹے کے ذریعہ کلامُ اللہ یعنی قرآنِ مجید کی شان، رتبہ اور مرتبہ جو ظاہر ہوا اُسے بیان کرنا ہے۔

مجھے اپنی تقریر کے آغاز پر حضرت مصلح موعودؓ کی قرآن سے عشق و محبت بیان کرنی ہے لیکن یہ بتاتا چلوں کہ آپؓ کی تعلیم القرآن کی ابتداء 1895ء میں ہوئی جب آپ نے قرآن کریم سادہ پڑھنے کا آغاز فرمایا اور 7 جون 1897ء کو آپؓ نے قرآن کریم کا پہلا دور مکمل کیا اور حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے اپنے اس عظیم بیٹے کے لئے تقریبِ آمین کا اہتمام فرمایا اور اس مبارک موقع پر آپؑ نے ایک نظم بعنوان "آمین" لکھی جس میں آپؑ نے حضرت مصلح موعودؓ کے لئے دردِ دل کے ساتھ دعائیں کی ہیں جس کا کچھ حصہ مَیں اپنی تقریر کے آغاز پر سنا آیا ہوں۔ اب مَیں آپؓ کی کلامُ اللہ سے محبت، عقیدت اور عشق کا ذکر کرتا ہوں۔

آپؓ کو قرآن کی تلاوت کرنے اور اس کی آیات پر غور وخوض کرنے کا تو گویا عشق تھا چنانچہ آپؓ اپنے عشقِ قرآن کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"ہم نے قرآن کے صرف لفظوں کو نہیں دیکھا بلکہ ہم خود اس کی محبت کی آگ میں داخل ہوئے۔ اور وہ ہمارے وجود میں داخل ہو گئی۔ ہمارے دلوں نے اس کی گرمی کو محسوس کیا اور لذت حاصل کی۔ ہماری حالت اس شخص کی نہیں جو دیکھتا ہے کہ بادشاہ باغ کے اندر گیا ہے اور وہ باہر کھڑا اس بات کا انتظار کرتا ہے کہ کب بادشاہ باہر نکلے تو میں اس کی دست بوسی کروں بلکہ ہم نے خود بادشاہ کے ہاتھ میں ہاتھ دیا اور باغ کے اندر داخل ہوئے اور روش روش پھرے اور پھول پھول دیکھا..... خدا تعالیٰ نے ہمیں وہ علوم عطاء فرمائے ہیں کہ جن کی روشنی میں ہم نے دیکھ لیا کہ قرآن ایک زندہ کتاب ہے اور محمد ﷺ ایک زندہ رسول ہے۔"

(الفضل 16 اپریل 1924)

آپؓ مزید فرماتے ہیں۔
"مَیں نے تو آج تک نہ کوئی ایسی کتاب دیکھی نہ مجھے ایسا آدمی ملا جس نے مجھے کوئی ایسی بات بتائی جو قرآن کریم کی تعلیم سے بڑھ کر ہو یا قرآن کریم کی کسی غلطی کو ظاہر کر رہی ہو یا کم از کم قرآنِ کریم کے برابر ہی ہو۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم جس کے سامنے تمام علوم ہیچ ہیں۔
چودھویں صدی ترقی کے لحاظ سے ایک ممتاز صدی ہے۔ اس میں بڑے بڑے علوم نکلے۔ بڑی بڑی ایجادیں ہوئیں بڑے بڑے سائنس کے عُقدے حل ہوئے۔ مگر یہ تمام علوم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی گرد کو بھی نہیں پہنچ سکے"

(الفضل 30 جون 1939)

سامعین! حضرت سیّدہ مریم صدیقہ المعروف اُمِّ متین حرم حضرت مصلح موعودؓ، آپؓ کے عشقِ قرآن کے متعلق لکھتی ہیں۔
"قرآن کریم کی تلاوت کا کوئی وقت مقرر نہ تھا جب بھی وقت ملا تلاوت کر لی یہ نہیں کہ دن میں ایک بار یا دو بار۔ عموماً یہ ہوتا کہ ناشتے سے فارغ ہو کر ملاقاتوں کی اطلاع ہوئی آپ انتظار میں ٹہل رہے ہے۔ قرآن مجید ہاتھ میں ہے لوگ ملنے آ گئے قرآن مجید رکھ دیا مل کر چلے گئے پڑھنا شروع کر دیا۔ تین تین چار چار دنوں میں عموماً مَیں نے ختم کرتے دیکھا ہے۔ ہاں جب کام زیادہ ہوتا زیادہ دن میں بھی لیکن ایسا بھی ہوتا تھا کہ صبح سے قرآن مجید ہاتھ میں ٹہل رہے ہیں اور ایک ورق بھی نہیں الٹا دوسرے دن دیکھا تو پھر وہی صفحہ میں نے کہا آپ کے ہاتھ میں قرآن مجید ہے مگر آپؓ پڑھ نہیں رہے تو فرماتے۔

"ایک آیت پر اٹک گیا ہوں جب تک اس کے مطالب حل نہیں ہوتے کس طرح آگے چلوں"

سامعین! پھر آپ بیان کرتی ہیں کہ ایک دفعہ یوں ہی خدا جانے مجھے کیا خیال آیا مَیں نے (آپؓ سے) پوچھا آپ نے کبھی موٹر چلانی بھی سیکھی؟ کہنے لگے۔ ہاں! ایک دفعہ کوشش کی تھی مگر اس خیال سے ارادہ ترک کر دیا کہ ٹکر نہ مار دوں **ہاتھ سٹیرنگ پر تھے اور دماغ قرآن مجید کی کسی آیت کی تفسیر میں الجھا ہوا تھا** موٹر کیسے چلاتا۔"

(الفضل 25 مارچ 1966ء)

آپؓ کے عشقِ قرآن کا ذکر محترم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد مرحوم نے کیا ہی عمدہ طریق یوں بیان فرمایا۔
"ایک روز حضرت مصلح موعودؓ گھر کے دالان میں ٹہل رہے تھے اور ہم بچے بھی گھر میں موجود تھے آپؓ نے ہمیں بلایا اور فرمانے لگے کہ قرآن ایک بہت بڑا خزانہ ہے۔ جیسے سمندر میں غوطہ خور غوطہ مارتا ہے تو جو بہت محنت کرتا ہے موتی نکال کر لے آتا ہے اور جو تھوڑی محنت کرتا ہے سیپی ہی نکال لاتا ہے۔ اس طرح تمہیں ابھی سے قرآن کریم پر غور و فکر کی عادت ڈالنی چاہیے اور موتی نہیں تو سیپی ہی نکال کر لے آؤ۔ اس واقعہ سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ حضور کو قرآن سے کس قدر عشق تھا۔"

(ماہنامہ خالد فروری 1991 صفحہ 12)

سامعین! آپؓ نے قرآنِ کریم کی پُر معارف تفسیر میں جو تصانیف تحریر فرمائیں وہ بھی آپؓ کے قرآن سے محبت و عشق کی عکاسی کرتی ہیں۔ اُن میں سے سب سے پہلے قرآن کا تفسیری ترجمہ بعنوان تفسیرِ صغیر کا نام لیا جا سکتا ہے۔ یہ آپؓ کا ایک بے مثل علمی شاہکار ہے۔ اس میں جہاں جہاں ضرورت محسوس ہوئی وہاں نہایت ہی مختصر اور جامع تفسیر فُٹ نوٹ کی صورت میں کی۔
2۔ دوسرے نمبر پر جس کا نام لیا جا سکتا ہے وہ 10 جلدوں پر مشتمل "تفسیر کبیر" کے نام سے ہے جو علم و معرفت کا ایک عظیم خزانہ ہیں۔ اِس تفسیر کی خوبی یہ ہے کہ حضورؓ نے قرآن کے آخری پارے سے تفسیر یہ کہہ کر شروع کی کہ تمام مفسرین قرآن کے آغاز سے تفسیر کرنے کا ارادہ باندھتے ہیں کچھ تو راہِ ملکِ بقا ہو جاتے ہیں اور کچھ تھک ہار کر تفسیر کو راستے میں چھوڑ دیتے ہیں اور یوں قرآن کے آخری حصہ تفسیر سے تشنہ رہ جاتا ہے۔ اس پُر معارف تفسیر میں آپؓ نے
ایک آیت کا دوسری آیت سے ربط بیان فرمایا ہے۔ ہر آیت کی مفصل حلِ لغت اور خدا تعالیٰ، قرآن، اسلام اور بانی اسلامؐ پر ہونے والے اعتراضات کے مفصل و مدلل دندان شکن جوابات دیئے ہیں اور بلاشبہ یہ ایک بے مثل تفسیر ہے۔
3۔ دیباچہ تفسیرُ القرآن میں آپؓ نے اسلام پر کئے جانے والے اعتراضات کے دندان شکن جوابات دیئے ہیں اور ضرورتِ قرآن کے مضمون پر نہایت ہی پیارے رنگ میں بحث فرمائی ہے اور بانی اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے واقعات پیدائش سے لے کر وصال تک نہایت ہی اختصار سے بیان فرمائے ہیں۔
سامعین! تفاسیر لکھنے اور ان کو مکمل کرنے میں جو انہماک حضرت سیّدہ مریم صدیقہ المعروف ام متین نے دیکھا وہ آپؓ کا قرآن کریم سے عشق پر دلالت کرتا ہے۔ آپ اِس سلسلہ میں بیان فرماتی ہیں۔
"اسی طرح قرآن کریم سے جو آپؓ کو عشق تھا اور جس طرح آپؓ نے اس کی تفسیریں لکھ کر اس کی اشاعت کی وہ تاریخ احمدیت کا ایک روشن باب ہے۔ خدا تعالیٰ کی آپؓ کے متعلق پیشگوئی ہے کہ کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو اپنی پوری شان کے ساتھ پوری ہوئی۔ جن دنوں میں تفسیر کبیر لکھی نہ آرام کا خیال تھا نہ سونے کا، نہ کھانے کا، بس ایک دُھن تھی کہ کام ختم ہو جائے۔ رات کو عشاء کی نماز کے بعد لکھنے بیٹھے ہیں تو کئی دفعہ ایسا ہوا کہ صبح اذان ہو گئی اور لکھتے چلے گئے۔ تفسیر صغیر تو لکھی ہی آپؓ نے بیماری کے پہلے حملے کے بعد یعنی 1956ء میں۔ طبیعت کافی کمزور ہو چکی تھی گو یورپ سے واپسی کے بعد صحت ایک حد تک بحال ہو چکی تھی مگر پھر بھی کمزوری باقی تھی ڈاکٹر کہتے تھے کہ آرام کریں، فکر نہ کریں، زیادہ محنت نہ کریں لیکن آپؓ کو ایک دُھن تھی کہ قرآن کے ترجمہ کا کام ختم ہو جائے بعض دن صبح سے شام ہو جاتی اور لکھواتے رہتے۔ کبھی مجھ سے املاء کرواتے۔ مجھے گھر کا کام ہوتا تو مولوی یعقوب صاحب مرحوم کو لکھواتے رہے۔ آخری سورتیں لکھوا رہے تھے غالباً انتیسواں پارہ تھا یا آخری

شروع ہو چکا تھا (ہم لوگ نخلہ میں تھے وہیں تفسیر مکمل ہوئی تھی) کہ مجھے بہت تیز بخار ہو گیا میرا دِل چاہتا تھا کہ متواتر کئی دنوں سے مجھے ہی ترجمہ لکھوا رہے ہیں میرے ہاتھوں ہی سے مقدس کام ختم ہو۔ مَیں بخار میں مجبور تھی ان سے کہا کہ میں نے دوائی کھالی ہے آج یا کل بخار اتر جائے گا دو دن آپ بھی آرام کر لیں۔ آخری حصہ مجھ سے ہی لکھوائیں تاکہ میں ثواب حاصل کر سکوں۔ نہیں مانے کہ میری زندگی کا کیا اعتبار۔ تمہارے بخار اُترنے کے انتظار میں اگر مجھے موت آجائے تو؟ سارا دن ترجمہ اور نوٹس لکھواتے رہے اور شام کے وقت تفسیرِ صغیر کا کام ختم ہو گیا۔"

(الفضل 25 مارچ 1966ء)

علمِ قرآن میں تمام دنیا کو چیلنج

سامعین! آپؓ ایک موعود وجود تھے اس لئے آپؓ نے بارہا تمام دنیا کے اپنے اپنے علوم کے ماہرین کو مقابلہ کی دعوت دی کہ قرآن پر اعتراض کریں آپ کے اعتراض کا جواب آپ کو قرآن سے ہی دوں گا اور علماء کو دعوت دی کہ میرے مقابلہ میں تفسیر لکھیں مگر کسی میں اتنی ہمت پیدا نہ ہوئی۔ چنانچہ آپؓ 1914ء میں مقابلہ کی دعوت دیتے ہوئے یوں گویا ہوئے۔

"صرف یہی نہیں کہ مسیح موعودؑ میں ہی یہ بات تھی بلکہ آپؑ آگے بھی یہ بات دے گئے ہیں اور آپؑ کے طفیل مجھے بھی قرآن کریم کے ایسے معارف عطا کئے گئے ہیں کہ کوئی شخص خواہ کسی عمل کا جاننے والا ہو اور کسی مذہب کا پیرو ہو قرآن کریم پر چاہے اعتراض کرے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس قرآن کریم سے ہی اس کا جواب دوں گا۔ میں نے بارہا دنیا کو چیلنج کیا ہے کہ معارفِ قرآن میرے مقابلہ میں لکھو۔ حالانکہ میں کوئی مامور نہیں ہوں مگر کوئی اس کے لئے تیار نہیں ہوا اور اگر کسی نے منظور کرنے کا اعلان بھی کیا تو بے معنی شرائط سے مشروط کر کے ٹال دیا مثلاً بند کمرہ ہو۔ کوئی کتاب پاس نہ ہو مگر اتنا نہیں سوچتے کہ اگر خیال ہے کہ میں پہلی کتب اور تفاسیر سے معارف نقل کر لوں گا تو وہی کتب تمہارے پاس بھی ہوں گی۔ تم بھی ایسا کر سکتے ہو۔ پھر اگر میں دوسری کتب سے نقل کر دوں گا تو اپنے ہاتھ سے اپنی ناکامی ثابت کر دوں گا۔ کیونکہ میرا دعویٰ تو یہ ہے کہ نئے معارف بیان کروں گا۔ لیکن جب مقابلہ کے وقت جب پرانی تفاسیر سے نقل کروں گا تو خود ہی میرے لئے شرمندگی اور ندامت کا موجب ہو گا۔ مگر میں جانتا ہوں کہ یہ سب بہانے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ کسی کو سامنے آنے کی جرأت ہی نہیں۔"

(الفضل 24۔ اپریل 1943ء)

پھر آپؓ نے دنیا کو للکار کر مقابلہ کرنے کی دعوت دیتے ہوئے فرمایا۔

"اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتے کے ذریعہ مجھے قرآن کریم کا علم عطاء فرمایا ہے۔ اور اس نے میرے اندر ایسا ملکہ پیدا کر دیا ہے جس طرح کسی کو خزانہ کی کنجی مل جاتی ہے اسی طرح مجھے قرآنِ کریم کے علوم کی کنجی مل چکی ہے۔ دنیا کا کوئی عالم نہیں جو میرے سامنے آئے اور میں قرآن کریم کی افضلیت اس پر ظاہر نہ کر سکوں۔ یہ لاہور شہر ہے یہاں یونیورسٹی موجود ہے اور کئی کالج کھلے ہوئے ہیں۔ بڑے بڑے علوم کے ماہر یہاں پائے جاتے ہیں۔ مَیں ان سب سے کہتا ہوں کہ دنیا کے کسی علم کا ماہر میرے سامنے آجائے۔ دنیا کا کوئی پروفیسر میرے سامنے آجائے۔ دنیا کا کوئی سائنسدان میرے سامنے آجائے وہ اپنے علوم کے ذریعہ قرآن کریم پر حملہ کر کے دیکھ لے۔ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اُسے ایسا جواب دے سکتا ہوں کہ دنیا تسلیم کرے گی کہ اس کے اعتراض کا رد ہو گیا اور میں دعویٰ کرتا ہوں کہ اللہ کے کلام سے ہی اس کا جواب دوں گا اور قرآن کریم کی آیات کے ذریعہ سے ہی اس کے اعتراضات کا رد کر کے دکھا دوں گا۔"

(الفضل 18 فروری 1958ء)

الغرض آپؓ کی بیان فرمودہ تفاسیر ہمارے لئے بیش بہا خزانہ ہیں کیونکہ یہ تفاسیر آپ کو خدا نے اپنے فرشتوں کے ذریعہ سے سکھلائی ہیں۔ آپؓ کو ایک فرشتہ نے سورہ فاتحہ کی تفسیر سکھلائی۔ آپؓ اس رؤیا کا ذکر کرتے ہوئے خود فرماتے ہیں۔

"یہ رؤیا اصل میں اس حقیقت کی طرف اشارہ کر رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے بیج کے طور پر میرے دِل اور دماغ میں قرآنی علوم کا خزانہ رکھ دیا ہے"

(انوار العلوم جلد 17 صفحہ 571)

آپؓ اپنے دروس کے متعلق فرماتے ہیں کہ

"ہمارے ایک استاد تھے مَیں نے ان کو دیکھا ہے کہ جب میں درس دیتا تو وہ باقاعدہ میرے درس میں شامل ہوتے تھے لیکن اس کے مقابلہ میں میرے ایک اور استاد تھے جب کبھی وہ درس دے رہے ہوتے تو پہلے صاحب مسجد میں آکر انہیں درس دیتے ہوئے دیکھتے تو چلے جاتے اور کہتے کہ اس کی باتیں کیا سننی ہیں۔ یہ تو سنی ہوئی ہیں۔ مگر میرے درس میں باوجود اس کے کہ میں ان کا شاگرد تھا بوجہ اس کے کہ مجھ پر حسن ظن رکھتے تھے ضرور شامل ہوتے اور فرمایا کرتے تھے کہ اس کے درس میں اس لئے شامل ہوتا ہوں کہ اس کے ذریعہ قرآن کریم کے بعض نئے مطالب مجھے معلوم ہوتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہوتا ہے کہ بعض لوگوں پر چھوٹی عمر میں ہی ایسے علوم کھول دئے جاتے ہیں جو دوسروں کے وہم اور گمان میں بھی نہیں ہوتے۔"

(روزنامہ الفضل 26 ستمبر 1941ء)

حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد ایک جلسہ میں آپؓ نے تقریر فرمائی تقریر کے خاتمہ پر حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے فرمایا۔

"میاں نے بہت سی آیات کی ایسی تفسیر کی ہے جو میرے لئے بھی نئی تھی۔"

(روزنامہ الفضل 5 نومبر 1938ء)

سامعین! یہ چیز عموماً دیکھی گئی ہے کہ اگر انسان کو کوئی چیز پسند ہو، ہر دلعزیز ہو تو وہ چاہے گا کہ اُس پسندیدہ چیز سے دوسرے بھی استفادہ کریں اگر وہ پسندیدہ چیز روحانی ہو اور اسلام کی تعلیم ہو تو وہ اِس کو پھیلائے گا اور چاہے گا کہ دنیا کا، معاشرے کا ہر شخص اِس سے استفادہ کرے بالخصوص روحانی دنیا میں خدا کے فرستادہ کی یہ دلی تمنا ہوتی ہے کہ میرے ذریعہ خدا کا پیغام ہر کس و ناکس تک پہنچے اور ہر بندہ مستفیض ہو چنانچہ یہ خواہش حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے اندر کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی اور آپؓ کی خواہش رہی کہ قرآن کریم کے فیوض وبرکات سے جماعت کا ہر بندہ فیضیاب ہو جس کے لئے آپؓ نے اپنے 52 سالہ عالیشان دور میں جو تحریکات فرمائیں اُن میں سے بیس کے قریب تحریکات کا تعلق کسی نہ کسی طرف سے قرآنِ کریم کی تعلیمات کو ہر بندے تک، ہر گھر تک پہنچانے سے ہے۔

یہاں سامعین کے لئے وقت کی رعایت کے مطابق از دیادِ علم وایمان کے لئے چند ایک کا تذکرہ ضروری معلوم ہوتا ہے تا تقریر کے عنوان **کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو کا حق** ادا ہو۔

حضرت مصلح موعودؓ نے مسندِ خلافت پر متمکن ہوتے ہی پہلی مجلس شوریٰ میں نبی کے جانشین ہونے کی وجہ سے خلیفہ کا ایک بہت بڑا کام تعلیم کتاب وحکمت بتائی۔۔۔۔ قرآن شریف کتاب موجود ہے اس لئے اس کی تعلیم میں قرآن مجید کا پڑھنا پڑھانا۔ سمجھنا، سمجھانا آجائے گا۔۔۔۔ دوسرا کام اس لفظ کے ماتحت قرآن شریف پر عمل کرانا ہوگا کیونکہ تعلیم دو قسم کی ہوتی ہے ایک کسی کتاب کا پڑھا دینا اور دوسرے اس پر عمل کروانا۔

(انوار العلوم جلد 2 صفحہ 31)

حضورؓ نے تمام جماعتی نظام کا اصل مقصود بیان کرتے ہوئے فرمایا:۔ ہمارا اصل پروگرام تو وہی ہے جو قرآن کریم میں ہے۔ لجنہ اماء اللہ ہو، مجلس انصار اللہ ہو، خدام الاحمدیہ ہو، نیشنل لیگ ہو، غرضیکہ ہماری کوئی انجمن ہو، اس کا پروگرام قرآن کریم ہی ہے۔

(مشعل راہ جلد اول صفحہ 103)

سامعین! آپؓ نے ذیلی تنظیموں کو بار بار تعلیم القرآن کلاسز لگانے اور درس القرآن کے انتظام کا ارشاد فرمایا۔ حضور نے 27 دسمبر 1927ء کو جلسہ سالانہ پر خطاب میں فرمایا:۔

" قرآن کریم پڑھنے کا بہترین طریق یہ ہے کہ درس جاری کیا جائے۔ بہت سی ٹھوکریں لوگوں کو اس لئے لگتی ہیں کہ وہ قرآن کریم پر تدبر نہیں کرتے۔ پس ضروری ہے کہ ہر جگہ قرآن کریم کا درس جاری کیا جائے اگر روزانہ درس میں لوگ شامل نہ ہو سکیں تو ہفتہ میں تین دن سہی اگر تین دن بھی نہ آ سکیں تو دو دن ہی سہی۔ اگر دو دن بھی نہ آ سکیں تو ایک ہی دن سہی مگر درس ضرور جاری ہونا چاہئے تا کہ قرآن کریم کی محبت لوگوں کے دلوں میں پیدا ہو۔ اس کے لئے بہترین صورت یہ ہے کہ جہاں جہاں امیر مقرر ہیں وہاں وہ درس دیں۔ اگر کسی جگہ کا امیر درس نہیں دے سکتا تو وہ مجھ سے اس بات کی منظوری لے کہ میں درس نہیں دے سکتا۔ درس دینے کے لئے فلاں آدمی مقرر کیا جائے۔۔۔ تمام امراء کو جنوری کے مہینہ کے اندر اندر مجھے اطلاع دینی چاہئے کہ درس کے متعلق انہوں نے کیا فیصلہ کیا ہے اور درس روزانہ ہوگا یا دوسرے دن یا ہفتہ میں دو بار یا ایک بار۔ میں سمجھتا ہوں درس کے ذریعہ لوگوں کے دلوں میں قرآن کریم کی محبت راسخ ہو جائے گی اور بہت سے فتن کا آپ ہی آپ ازالہ ہو جائے گا۔"

(تقریر دلپذیر۔ انوار العلوم جلد 10 صفحہ 92)

پھر آپؓ نے خطبہ جمعہ 26 جنوری 1934ء بمقام لاہور فرمایا:

"مَیں دوستوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ قرآن کو اخلاص سے پڑھیں ہر جماعت کو چاہئے کہ درس جاری کرے۔۔۔ بہت سے لوگ چھوٹی چھوٹی باتوں کو بھی خود نہیں سمجھ سکتے اس لئے ابتداءً انہیں سہارے کی ضرورت ہوتی ہے جو درس سے حاصل ہو سکتا ہے یا اگر مسجد، ہوسٹل یا جو دوست دور دور رہتے ہیں وہ محلہ وار جمع ہو کر درس کا انتظام کریں اور جن کے لئے محلہ وار جمع ہونا بھی مشکل ہو وہ گھر میں ہی درس دے لیا کریں تو جماعت میں تھوڑے ہی دنوں کے اندر علوم کے دریا بہہ جائیں۔ درس کے لئے بہترین طریق یہ ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی تفاسیر کو مدنظر رکھا جائے۔ آپ نے اگرچہ کوئی باقاعدہ تفسیر تو نہیں لکھی مگر تفسیر کے اصول ایسے بتا دیئے ہیں کہ قرآن کو ان کی مدد سے سمجھنا بہت آسان ہو گیا ہے۔"

(خطبات محمود جلد 15 صفحہ 33)

سامعین! حضورؓ نے 21 نومبر 1947ء کے خطبہ جمعہ میں جماعت کو مخاطب ہو کر فرمایا کہ

"ہماری جماعت کو چاہئے کہ وہ قرآن کریم کے پڑھنے اور پڑھانے کا اتنا رواج دے کہ ہماری جماعت میں کوئی ایک شخص بھی نہ رہے جسے قرآن نہ آتا ہو۔۔۔ ابھی تک جماعت کے بعض لوگ اس سلسلے کو محض ایک سوسائٹی کی طرح سمجھتے ہیں اور وہ خیال کرتے ہیں کہ بیعت کرنے کے بعد اگر چندہ دے دیا تو اتنا ہی ان کے لئے کافی ہے۔۔۔ حالانکہ۔۔۔ جب تک ہم اپنے ساتھیوں اور اپنے دوستوں اور اپنے رشتہ داروں کو قرآن کریم کے پڑھانے اور اس پر عمل کرانے کی کوشش نہ کریں گے اس وقت تک ہمارا قدم اس اعلیٰ مقام تک نہیں پہنچ سکتا جس مقام تک پہنچنے کے نتیجہ میں انبیاء کی جماعتیں کامیاب ہوا کرتی ہیں"

(الفضل 9 دسمبر 1947ء صفحہ 5-6)

حفظِ قرآن کی تحریکات

سامعین! آپؓ نے وقف زندگی کرنے والوں کو قرآن حفظ کرنے کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا:۔

جو لوگ اپنے بچوں کو وقف کرنا چاہیں وہ پہلے قرآن کریم حفظ کرائیں۔ کیونکہ مبلغ کے لئے حافظ قرآن ہونا نہایت مفید ہے۔ بعض لوگ خیال کرتے ہیں۔ اگر بچوں کو قرآن حفظ کرانا چاہیں تو تعلیم میں حرج ہوتا ہے۔ لیکن جب بچوں کو دین کے لئے وقف کرنا ہے تو کیوں نہ دین کے لئے جو مفید ترین چیز ہے وہ سکھالی جائے۔ جب قرآن کریم حفظ ہو جائے گا تو اور تعلیم بھی ہو سکے گی۔ میرا تو ابھی ایک بچہ پڑھنے کے قابل ہوا ہے اور میں نے تو اس کو قرآن شریف حفظ کرانا شروع کرا دیا ہے۔

(الفضل 22 دسمبر 1917ء۔ خطبات محمود جلد 5 صفحہ 612)

آپؓ نے ایک دفعہ کم از کم تیس آدمی قرآن کریم کا ایک ایک پارہ حفظ کرنے کی تحریک فرمائی تا رمضان میں قرآن مکمل طور پر سنا جاسکے۔

(الفضل 4 مئی 1922ء)

پھر ایک دفعہ صدر انجمن احمدیہ کو مخاطب ہو کر فرمایا۔

”صدر انجمن احمدیہ کو چاہئے کہ چار پانچ حفاظ مقرر کرے جن کا کام یہ ہو کہ وہ مساجد میں نمازیں بھی پڑھایا کریں اور لوگوں کو قرآن کریم بھی پڑھائیں۔ اسی طرح جو قرآن کریم کا ترجمہ نہیں جانتے ان کو ترجمہ پڑھا دیں اگر صبح و شام وہ محلوں میں قرآن پڑھاتے رہیں تو قرآن کریم کی تعلیم بھی عام ہو جائے گی اور یہاں مجلس میں بھی جب کوئی ضرورت پیش آئے گی ان سے کام لیا جاسکے گا۔ بہر حال قرآن کریم کا چرچا عام کرنے کے لئے ہمیں حفاظ کی سخت ضرورت ہے۔“

(الفضل 26 اگست 1960ء صفحہ 4)

مسلمانوں کی ترقی قرآن پڑھنے اور اِس پر عمل کرنے پر ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے مسمانوں کو مخاطب ہو کر فرمایا۔

”ہر مسلمان کو چاہئے کہ قرآن کریم کو پڑھے۔ اگر عربی نہ جانتا ہو تو اردو ترجمہ اور تفسیر ساتھ پڑھے عربی جاننے والوں پر قرآن کے بڑے بڑے مطالب کھلتے ہیں..... پس جتنا کوئی پڑھ سکتا ہو پڑھ لے اور اگر خود نہ پڑھ سکتا ہو تو محلہ میں جو قرآن جانتا ہو اس سے پڑھ لینا چاہئے۔ جب ایک شخص بار بار قرآن پڑھے گا اور اس پر غور کرے گا تو اس میں قرآن کریم کے سمجھنے کا ملکہ پیدا ہو جائے گا۔ پس مسلمانوں کی ترقی کا راز قرآن کریم کے سمجھنے اور اس پر عمل کرنے میں ہے جب تک مسلمان اس کے سمجھنے کی کوشش نہ کریں گے، کامیاب نہ ہوں گے۔ کہا جاتا ہے دوسری قومیں جو قرآن کو نہیں مانتیں وہ ترقی کر رہی ہیں پھر مسلمان کیوں ترقی نہیں کر سکتے۔ بے شک عیسائی اور ہندو اور دوسری قومیں ترقی کر سکتی ہیں لیکن مسلمان قرآن کو چھوڑ کر ہر گز نہیں کر سکتے۔ اگر کوئی اس بات پر ذرا بھی غور کرے تو اسے اس کی وجہ معلوم ہو سکتی ہے اگر یہ صحیح ہے کہ قرآن کریم خدا تعالیٰ کی کتاب ہے اور اگر یہ صحیح ہے کہ ہمیشہ دنیا کو ہدایت دینے کے لئے قائم رہے گی تو پھر یہ بھی ماننا پڑے گا کہ اگر قرآن کو خدا کی کتاب ماننے والے بھی اس کو چھوڑ کر ترقی کر سکیں تو پھر کوئی قرآن کو نہ مانے گا پس قرآن کی طرف مسلمانوں کو توجہ رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ ان کی ترقی کا انحصار قرآن کریم ہو“

(الفضل 13 جولائی 1928ء صفحہ 7 کالم 3)

تراجم قرآن کی تحریک

آپؓ نے اپنی اس خواہش کا اظہار فرمایا:

”دنیا میں اس وقت تیرہ سو زبانیں بولی جاتی ہیں اور تیرہ سو زبانوں میں ہی قرآن کریم کا ترجمہ ہونا ضروری ہے کیونکہ قرآن کریم تمام انسانوں کے لئے نازل ہوا ہے اور دنیا کا کوئی فرد ایسا نہیں جسے قرآن کریم مخاطب نہیں کرتا۔ پس دنیا کا کوئی فرد ایسا نہیں ہونا چاہئے جس کی زبان میں ہم اس کا ترجمہ نہ کر دیں۔ تاکہ کوئی فرد یہ نہ کہہ سکے کہ اے اللہ! تونے مجھے فلاں زبان بولنے والے لوگوں میں پیدا کیا تھا اور قرآن کریم تو عربی زبان میں ہے پھر میں قرآن کریم کس سے سیکھتا؟“

(تفسیر کبیر جلد 7 صفحہ 641)

حضورؓ کے اندازہ کے مطابق ترجمہ اور چھپوائی کے لئے ایک لاکھ 94 ہزار روپیہ کی ضرورت تھی۔ جس کا آپ نے جماعت سے مطالبہ کیا۔ جماعت کی طرف سے 2 لاکھ 60 ہزار روپے کے وعدے ہوئے اور پھر ان کا اکثر حصہ وصول ہو گیا اور دو سال کے عرصہ میں سات زبانوں میں تراجم مکمل ہو گئے۔

انگریزی ترجمہ قرآن کی تشہیر کی تحریک

انگریزی زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ شائع ہوا تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی خاطر جماعت کو تحریک کی کہ اس کی ایک ہزار کاپیاں دنیا کے مشہور علماء، سیاستدان، لیڈروں اور مملکتوں کے سربراہوں، مذہبی لوگوں اور مستشرقین کو دی جائیں اور دنیا کی مشہور لائبریریوں میں رکھی جائیں۔

آپؓ کا علمِ قرآن غیروں کی نظر میں

سامعین! اب مَیں اپنی تقریر کے آخر پر یہ بتاناچاہتاہوں کہ آپؓ کے علم القرآن کے صرف اپنے ہی قائل نہیں ہیں بلکہ غیر بھی رطب اللّسان نظر آتے ہیں۔

مولوی ظفر علی خان ایڈیٹر اخبار "زمیندار" نے ایک تقریر میں حضرت مصلح موعودؓ کے مخالفین اور حریفوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"احراریو! کان کھول کر سن لو۔ تم اور تمہارے لگے بندھے مرزا محمود صاحب کا مقابلہ قیامت تک نہیں کرسکتے۔ **مرزا محمود کے پاس قرآن ہے اور قرآن کا علم ہے** تمہارے پاس کیا خاک دھرا ہے تم میں سے کوئی قرآن کے سادہ حرف بھی پڑھ سکے۔ تم نے کبھی خواب میں بھی قرآن نہیں پڑھا تم خود کچھ نہیں جانتے۔ تم لوگ کیا بتاؤ گے۔ مرزا محمود کی مخالفت تمہارے فرشتے بھی نہیں کرسکتے۔ میں حق بات کہنے سے باز نہیں آسکتا"

(ایک خوفناک سازش مصنفہ مظہر علی اظہر صفحہ 196)

مشہور اہلِ قلم، محقق، ادیب اور ماہنامہ نگار کے مدیر علامہ نیاز فتح پوری نے تفسیرِ کبیر جلد سوم کا مطالعہ کرنے کے بعد حضرت مصلح موعودؓ کے نام اپنے ایک مکتوب میں لکھا۔

"تفسیر کبیر جلد سوم آج کل میرے سامنے ہے اور میں اسے نگاہِ غائر سے دیکھ رہا ہوں۔ اس میں شک نہیں کہ مطالعہ قرآن کا ایک بالکل نیا زاویہ فکر آپ نے پیدا کیا ہے اور یہ تفسیر اپنی نوعیت کے لحاظ سے بالکل پہلی تفسیر ہے۔ جس میں عقل و نقل کو بڑے حسن سے ہم آہنگ دکھایا گیا ہے۔ آپ کے تبحر علمی، آپ کی وسعتِ نظر، آپ کی غیر معمولی فکر و فراست، آپ کا حسنِ استدلال، اس کے ایک ایک لفظ سے نمایاں ہے اور مجھے افسوس ہے کہ میں کیوں اس وقت تک بے خبر رہا کاش کہ میں اس کی تمام جلدیں دیکھ سکتا کل سورہ ہود میں حضرت لوطؑ پر آپ کے خیالات معلوم کرکے جی پھڑک گیا اور بے اختیار یہ خط لکھنے پر مجبور ہوگیا۔ آپ نے هٰؤُلَآءِ بَنَاتِیْ کی تفسیر کرتے ہوئے عام مفسرین سے جدا بحث کا جو پہلو اختیار کیا ہے اس کی داد دینا میرے امکان میں نہیں خدا آپ کو تادیر سلامت رکھے۔"

(الفضل 17 نومبر 1963)

مشہور مفسرِ قرآن، مدیر "صدق جدید" مولانا عبدالماجد دریا آبادی نے حضرت مصلح موعودؓ کے وصال پر لکھا۔

"قرآن اور علومِ قرآن کی عالمگیر اشاعت اور اسلام کی آفاق گیر تبلیغ میں جو کوشش انہوں نے سرگرمی اور اولوالعزمی سے اپنی طویل عمر میں جاری رکھیں ان کا اللہ انہیں صلہ دے۔ علمی حیثیت سے قرآنی حقائق و معارف کی جو تشریح تبیّن و ترجمانی وہ کر گئے ہیں اس کا بھی ایک بلند و ممتاز مرتبہ ہے۔"

(صدقِ جدید 18 نومبر 1965ء)

سامعین! الغرض حضرت مصلح موعودؓ کی ذات میں کلام اللہ کے مرتبہ کا شاندار ظہور ہوا اور تعلیم القرآن کی تحریکات نے جماعت کو بھی اس میں شامل کر دیا اور محبت اور خدمتِ قرآن کی ایک عظیم الشان لہر نے دنیا بھر میں اس کے گہرے اثرات مرتب کئے اللہ تعالیٰ اس محبت کو اور بھی بڑھاتا چلا جائے۔ آمین

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضرت مصلح موعودؓ کے علمِ قرآن سے فائدہ اٹھانے اور اسے پھیلانے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

اے فضل عمر تیرے اوصاف کریمانہ
بتلا ہی نہیں سکتا میرا فکرِ سخندانہ
ہر روز تو تجھ جیسے انسان نہیں لاتی
یہ گردشِ روزانہ یہ گردش دورانہ
ڈھونڈیں تو کہاں ڈھونڈیں پائیں تو کہاں پائیں
سلطانِ بیاں تیرا اندازِ خطیبانہ
ہاں علم و عمل میں تھا اک پیکر عظمت تُو
قرآن کا شیدائی اللہ کا دیوانہ

✡✡✡✡